عنوان

ہم نے وقت کی قدر نہیں کی اور وقت کی تنظیم کا خیال نہیں رکھا،
حالانکہ وقت اور تنظیم وقت ہمارا قرآنی شیوہ ہونا چاہیے

جامع و مرتب

حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی
مدیر ماہنامہ کنز الایمان، دہلی

پیش کش:

کل ہند مرکزی امام فاؤنڈیشن، دہلی

Contact No: 8595509193

Telegram Link: https://t.me/MarkaziImam

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا.(سورہ نساء آیت 103)

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ لو تو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے اللہ کو یاد کرو پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو حسبِ معمول نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر مقررہ وقت میں فرض ہے۔

دین اسلام میں نماز اہم الفرائض ہے اور وقت وقت پر فرض ہے، وقت سے پہلے ادا نہیں ہو گی اور وقت گزر جانے کے بعد قضا ہو جاتی ہے جسے ادا کرنا فرض ہے لیکن یہ وقت پر ادا کرنے کی طرح نہیں. اسی آیت مبارکہ سے وقت کی تنظیم اور سبھی نمازوں سے پہلے اور بعد کے معمولات زندگی کو منظم کرنے کی تعلیم و ہدایت بھی ملتی ہے. الحمد للہ ہم نے نمازوں کی پابندی تو تقریباً کرلی ہے لیکن نمازوں کی پابندی کے ساتھ وقت کی تنظیم پر دس فیصد بھی عمل نہیں جس کی وجہ سے زندگی بہت سے مسائل سے جوجھ رہی ہے اور جو بھی وقت کی تنظیم کا خیال نہیں رکھے گا، وہ واقعی کامیاب نہیں قرار دیا جاسکتا. اس تنظیم کے لئے ہی عمل کی دعوتی تحریک چلائی جاتی ہے اور متحرک مبلغین مسلمانوں کو نمازوں کی پابندی کے ساتھ وقت کی تنظیم کا خیال رکھتے ہوئے اپنے معمولات زندگی کو بہتر بنانے کی صلاح دیتے ہیں۔

اب تین باتیں ہماری توجہ کا مرکز بن گئیں:

۱۔ وقت کی قدر ۲۔ وقت کی تنظیم ۳۔ تنظیم زندگی کا مسئلہ

آج گفتگو طویل ہو سکتی ہے لیکن موضوع سے متعلق معلومات سے آگاہ رہنا بھی لازمی ہے. تو پہلے وقت کی قدردانی اور تنظیم سے متعلق معلومات کی سیر کرتے ہیں:

وقت (Time) اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور انسان کا سب سے قیمتی و نفیس ترین سرمایہ ہے جس کی حفاظت کا انسان کو پابند بنایا گیا ہے-وقت امیر و غریب ، شاہ و گدا، دینی و لادینی غرض سب کیلئے یکساں ہے- انسانی تاریخ میں وقت سے متعلق کئی طرح کے تصورات و نظریات پائے جاتے ہیں. مذہب، سائنس، ادب، آرٹ اور فلسفے میں وقت کو دیکھنے، سمجھنے اور برتنے کا اپنا ایک الگ انداز اور طریقہ کار ہے -

زمانہ اور وقت سے متعلق اسلام کا نقطہ نظر ماضی، حال اور مستقبل سب کی بھرپور رعایت کرتا ہے. یہ ہمہ گیری یا ہمہ جہتی اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب یا دھرم میں نہیں ملے گی- حضرت امام حسن بصری کا ارشاد ہے "اے ابنِ آدم! تو ایام ہی کا مجموعہ ہے، جب ایک دن گزر جائے تو یوں سمجھ کہ تیرا ایک حصہ بھی گزر گیا"۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں "ایک مدت تک میں صوفیاء کرام کے پاس رہا، ان کی صحبت سے مجھے علم ہوا کہ وقت تلوار کی مانند ہے آپ اس کو (کسی عمل میں) کاٹئے ورنہ (حسرتوں میں مشغول کرکے) وہ آپ کو کاٹ ڈالے گا " .

مشہور عربی ضرب المثل ہے ”الوقت من ذھب“ کہ وقت سونا ہے لیکن اربابِ دانش و بینش کے نزدیک وقت محض سونا ہی نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں ”الوقت ھو الحیات“ وقت زندگی ہے۔

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وقت کی قدر کیے بغیر کوئی بھی قوم کامیابی و ترقی کی شاہراہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ چونکہ افراد سے ہی معاشرہ یا قوم تشکیل پاتی ہے اس لئے قوموں کے زوال اور قوموں میں قحط الرّجال کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس قوم کے افراد نعمتِ وقت کی بے قدری کا شکار ہو جائیں۔ البتہ جو قوم نعمتِ وقت کی جتنی زیادہ قدر کرتی ہے تقدیر اس پر اسی قدر مہربان ٹھہرتی ہے۔ فاطرِ ہستی کا ازل سے یہی دستور چلا آرہا ہے اور انبیاء و رسل کی تعلیمات، سلف صالحین کے پند و نصائح، تاریخ کے پیچ و خم، صدیوں کا تجربہ ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ جن قوموں اور تہذیبوں نے وقت کی قدر کی اور وقت شناسی کی روایت کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا آج اوراقِ تاریخ میں ان کا نام امر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وقت کا ضیاع قوموں اور تہذیبوں کی تباہی کا سبب ہے۔ کامیاب قوموں کے نزدیک ”کل“ بہت بڑا دھوکہ ہے اس لئے وہ امروز (آج) کو ہی مستقبل (فردا) کا معمار سمجھتے ہیں۔

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا　　　　فقط امروز ہے تیرا زمانہ

البتہ ضیاعِ وقت ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا خود وقت دیتا ہے: وقت برباد کرنے والوں کو　　　　وقت برباد کر کے چھوڑے گا۔

اسے جرمِ ضعیفی کی سزا کہیے یا بربادی کا پیغام کہ موجودہ دور، بالخصوص مسلم معاشرہ میں وقت جیسی نعمت کی بے قدری و ضیاع کی روش زور پکڑ رہی ہے جسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اب مسلم معاشرے میں وقت کی قدردانی اور حد درجہ اہتمام کا چراغ گل ہونے کو ہے جبکہ یورپی و مغربی معاشرہ اپنی تمام تر خامیوں، خرابیوں، روحانی ضعف اور مادیت پرستی کے باجود وقت کا قدردان ہے اور یہی اس کی ترقی کا راز ہے۔ حالانکہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ وقت کی قدر شناسی اور وقت کی پابندی مسلمِ تہذیب کی شناخت اور ہمارے سلف صالحین، علماء و حکماء اور صوفیاء کا خاصہ رہا ہے جسے وہ کسی بھی قیمت پر کھونے کو تیار نہ تھے۔ معروف مصری سکالر ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے قرونِ اولیٰ کے اسلامی معاشرہ کی عکاسی کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ”قرونِ اولیٰ کے مسلمان اپنے اوقات کے سلسلے میں اتنے حریص تھے کہ ان کی یہ حرص ان کے بعد کے لوگوں کی درہم و دینار کی حرص سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ وقت کی حرص کے سبب ان کیلئے علمِ نافع، عمل صالح، جہاد اور فتح مبین کا حصول ممکن ہوا۔ اسی کے نتیجے میں وہ تہذیب وجود میں آئی جس کی جڑیں انتہائی گہری ہیں اور جس کی شاخیں چہار جانب پھیلی ہوئی ہیں پھر میں آج کی دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ وہ کس طرح اپنے اوقات کو ضائع کر رہے ہیں اور اپنی عمریں لٹا رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ آج قافلہ انسانیت کے پچھلے حصے میں دھکیل دیے گئے ہیں“۔

حضرت عمرو بن میمون اودی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ”پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو (1) اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے، (2) اپنی صحت کو اپنے مرض سے پہلے، (3) اپنے مال دار ہونے کو اپنی محتاجی سے پہلے، (4) اپنی فراغت کو اپنی مصروفیت سے پہلے اور (5) اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے “

” حلیۃ الاولیاء“ میں ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رقم طراز ہیں: حضرت امام شافعی نے اپنے لئے باقاعدہ شب و روز کا نظام الاوقات (Time Table) قائم کر رکھا تھا۔ آپ اس نظام الاوقات کے سخت پابند تھے۔ آپ نے رات کے تین حصے کیے ہوئے تھے پہلا حصہ علم کیلئے، دوسرا عبادت کیلئے اور تیسرا آرام کیلئے مقرر تھا“۔

امام شمس الدین ذھبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں خطیب بغدادی سے متعلق لکھاہے کہ "وہ راہ چلتے بھی مطالعہ کرتے تھے تاکہ آنے جانے کا وقت ضائع نہ ہو" اللہ اکبر

مذکورہ چند مثالوں سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف نہ صرف وقت کی اہمیت اور قدر و قیمت سے آشنا تھے بلکہ اپنے معمولات زندگی میں تنظیمِ اوقات کا خاص خیال رکھتے تاکہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے پائے۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کی پابندی نظام الاوقات ضرب المثل ہے۔

تنظیمِ وقت (Time Management) کی تعریف اور اہمیت وافادیت

جدید مینجمنٹ مسائل میں ایک اہم مسئلہ تنظیمِ وقت کا بھی ہے۔خاص طور پر بزنس وکاروبار اور دیگر پیشہ ورانہ شعبہ جات سے وابستہ افراد کو اکثر شکوہ رہتا ہے کہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے جس کی وجہ تنظیمِ وقت کی عادت کو نہ اپنانا یا کاموں کیلئے وقت کی صحیح منصوبہ بندی نہ کرنا ہے۔اپنے نظام اوقات کو متوازن و منظم کرنے کیلئے وقت کی دانشمندی سے تنظیم اور استعمال ضروری ہے۔تنظیمِ وقت ایک طرح سے خود کو منظم عمل کے سانچے میں ڈھالنے اور تقسیمِ کار کا مؤثر طریقہ ہے۔تنظیمِ وقت سے جہاں اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مختلف النوع سرگرمیوں میں نہ صرف تصادم کا اندیشہ دم توڑ جاتا ہے بلکہ مؤثر کارکردگی اور تخلیقی صلاحیت بھی بڑھتی ہے۔اس کے برعکس تنظیمِ وقت کے بغیر ہم نہ صرف اپنی ذمہ داریوں اور فرائضِ منصبی کی تکمیل میں ناکام رہتے ہیں بلکہ وقت ہوتے ہوئے بھی سست روی و تاخیر اور ٹال مٹول کی عادت اپنا لیتے ہیں۔ انگریزی اصطلاح میں اسے "Procrastination" کہاجاتا ہے۔روزمرہ کی مخصوص سرگرمیوں میں ضیاعِ وقت سے بچنے کیلئے وقت کو قابو میں رکھنے کی تدبیر کو تنظیمِ وقت کا نام دیا گیا ہے۔

"تنظیمِ وقت مخصوص سرگرمیوں میں صرف ہونے والے وقت کی منصوبہ بندی اور بالخصوص مؤثریت، کارکردگی اور اہلیتِ کار کو بڑھانے کیلئے وقت پر شعوری طور پہ قابو پانے کا عمل ہے"۔

وقت کے بہترین اور منظم استعمال کیلئے تنظیمِ وقت کا تصور کئی دہائیوں سے پریکٹس کیا جارہا ہے۔دورِ جدید میں کاروباری مراکز پر تنظیمِ وقت (Time Management) نے باقاعدہ ایک فن کی حیثیت اختیار کرلی ہے اور تعلیم وتربیت میں تنظیمِ وقت پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔تنظیمِ وقت کا موضوع بزنس انتظام و تنظیم میں باقاعدہ نصاب کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔اسی طرح دنیا کے بہت سے تعلیمی و تنظیمی ادارے اس پر باقاعدہ کورسز کروارہے ہیں جن میں لوگوں کو تنظیمِ وقت کی مؤثر مہارتیں، تکنیک، ٹولز اور طریقِ کار کی تعلیم دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ جدید مینجمنٹ ماہرین اور محققین نے تنظیمِ وقت کی افادیت اور تنظیمِ وقت کے جدید طریقہ کار کا نہ صرف مختلف جہات سے مطالعہ کیا ہے اور اس پر کتب کی صورت میں اپنی آراء و تجزیات پیش کیے ہیں بلکہ پیشہ ورانہ سرگرمیوں سے وابستہ افراد کو اس بات پر قائل بھی کیا ہے کہ تنظیمِ وقت ایک بہترین فن ہے جسے منظم زندگی کیلئے سیکھنا چاہیے۔

جدید لٹریچر میں ٹائم مینجمنٹ کے لئے درج ذیل چند اہم اور مؤثر اسکلز تجویز کیے گئے ہیں:

1. ترجیحات و مقاصد کا تعین
2. غیر ترجیحاتی سرگرمیوں میں صرف ہونے والے وقت کا خاتمہ
3. مقاصد واہداف کا نفاذ
4. فرائض وذمہ داریوں کا اطلاق

5. مؤثر منصوبہ بندی

جدید مینجمنٹ کے بانیوں نے خوبصورت الفاظ میں ٹائم مینجمنٹ کی اہمیت بیان کی ہے کہ ”وقت سب سے نایاب وسیلہ ہے اور جب تک اسے منظم نہ کیا جائے تو کچھ بھی منظم نہیں ہو سکتا“ .

”تنظیمِ وقت کا مطلب خود کو منظم کرنا ہے. کوئی دوسروں کے وقت کو کیسے منظم کر سکتا ہے جب تک وہ خود کو منظم نہیں کر سکتا؟“

یہ حقیقت بیان کی جاتی ہے کہ ”وہ لوگ جو اپنے وقت کا خیال (وقت کا منظم و صحیح استعمال) رکھتے ہیں وہی لوگ اپنی شخصی و پیشہ ورانہ زندگی میں عظیم کامیابیاں حاصل کرتے ہیں. اس کے برعکس کامیابیوں کی پرواہ نہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو وقت کو بہت کم اہمیت دیتے ہیں “

الغرض! بہت حد تک انسان کی کامیابی و مقدر کا دائرہ وقت کے صحیح استعمال کے گرد گھومتا ہے اس لئے ایک منظم و متوازن زندگی گزارنے اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں کامیابی و ترقی کے لئے تنظیمِ وقت بنیادی شرط ہے۔

اسلام میں وقت کی قدردانی اور تنظیم وقت کی حیرت انگیز اہمیت و مؤثریت

وقت دنیا و آخرت دونوں میں انسان کے ساتھ منسلک ہے. وقت کا موضوع اسلامی تعلیمات میں اہم اور مستقل حیثیت رکھتا ہے۔اسلام نے وقت کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا ہے۔قرآن مجید اور سنتِ خاتم المرسلین (ﷺ) اس پر بین دلیل ہے کہ اسلام وقت کو ایک بہت ہی قیمتی ذریعہ سمجھتا ہے اور اسلام نے حیاتِ انسانی کے ہر شعبے میں توازن اور نظم وضبط قائم رکھنے کیلئے تنظیمِ اوقات کو اہم ترین امور میں گردانا ہے۔خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے (ﷺ) نے 1400 سال قبل ہی اہلِ ایمان کو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان (ہر ایک کیلئے خاص وقت معین ہے) کی تعلیم دے کر اسلام میں تنظیمِ وقت کا تصور واضح کر دیا ہے۔اسی طرح قرآن مجید میں جہاں مومنین کو بارہامرتبہ وقت شناسی، وقت سے باخبر رہنے اور اسے دانشمندی سے منظّم کرنے کی تاکید کی گئی ہے وہیں بکثرت یاد دلایا گیا ہے کہ دنیا دارِ فانی ہے، موت کا وقت مقرر ہے، کب فرشتہ اجل آ جائے کیا خبر، اس لئے لازم ہے کہ زندگی کے اصل مقصود (اطاعتِ الٰہی و اطاعتِ رسول (ﷺ) کو پانے کیلئے وقت کی قدر کی جائے۔

وقت کی اہمیت، قدر شناسی اور تنظیم وقت کا قرآنی تصور

اسلام نے حیاتِ انسانی کیلئے جو راہیں متعین کی ہیں اس کی بنیاد قرآن مجید ہے۔ایک بہت گہرے معنی میں قرآن اسلام ہے اور اسلام قرآن ہے۔قرآن مجید نے کئی لحاظ سے وقت کی بے پایاں اہمیت، وقت شناسی اور تنظیمِ اوقات کی طرف انسان کی توجہ مبذول کروائی ہے۔قرآن کریم وقت کا آفاقی تصور پیش کرتا ہے: قران میں وقت کا تصور اس لحاظ سے بے حد دلچسپ اور فکر انگیز ہے کہ قرآن وقت کے زمانی تصور کی بجائے وقت کے آفاقی تصور کا نظریہ پیش کرتا ہے یا یوں کہیے کہ یہ ماضی کو ماضی نہیں، حال کی صورت میں دیکھنے کی تلقین کرتا ہے۔مثلاً قران میں جگہ جگہ یوں مخاطب کیا گیا ہے: یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کو، سیدنا موسیٰ کے حوالے سے کہتا ہے: یاد کرو جب سمندر کو ہم نے پھاڑ دیا، اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے رہائی دی، یہاں تک کہ بنی نوع انسان کی تخلیق سے بھی پہلے کے واقعہ کو بھی اس طرح زمانۂ حال کا حصہ بناتا ہے۔

وقت عطائے ربِ ذوالجلال ہے :

قرآن کریم نے وقت کوانسان کیلئے اللہ رب العزت کا عظیم عطیہ قرار دیا ہے۔دن رات(وقت)اور سورج وچاند کوانسان کے فائدے،ضروریات اور امورِ زندگی کی تکمیل اور انجام دہی کیلئے تابع کر دیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ صلے وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ .

تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کیے ۔

وقت کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے متعدد مکی سورتوں کے آغاز میں اس کی قسمیں کھائی ہیں،مثلاً:وَاللَّيْلِ(قسم ہے رات کی)،وَالنَّهَارِ(قسم ہے دن کی)،وَالضُّحَىٰ(قسم ہے چاشت کے وقت کی)،وَالْفَجْرِ(قسم ہے فجر کی)،وَالْعَصْرِ(قسم ہے زمانے کی)

یہ بات مفسرین اور علمائے کرام کے نزدیک معروف ہے کہ جب اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کی قسمیں کھاتا ہے تو صرف اس لئے کہ لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرے اور اس کے عظیم فوائد اور اثرات سے آگاہ کرے۔مثلاً سورہ العصر میں ارشادِ باری تعالی ہے:

وَالْعَصْرِ. إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ. إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ.

"زمانہ کی قسم،بیشک ہر انسان ضرور نقصان میں ہے،سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو دینِ حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔"

یہاں خالقِ کائنات نے وقت کی قسم کھا کر انسانی زندگی میں وقت کو کامیابی وناکامی کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ایمان،اعمالِ صالحہ اور حق وصبر کی وصیت عصر/وقت کا بہترین مصرف اور کامیابی کا زینہ ہے،انہیں ترک کرنا یعنی عصر/وقت کا صحیح استعمال نہ کرنا خسارا ہی خسارا ہے۔

نظمِ کائنات سے تنظیمِ وقت کا سبق

نظامِ کائنات پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ کائنات کا تمام تر نظم وضبط وقت کی پابندی اور باقاعدگی پر قائم ہے۔گردشِ لیل ونہار،سورج کا طلوع وغروب ہونا،ستاروں سیاروں کی حرکت سب کے متعین اوقات ہیں جن میں کبھی کوئی بے ترتیبی وخلل واقع نہیں ہوا مثلاً اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ.

نہ سورج کی یہ مجال کہ وہ(اپنا مدار چھوڑ کر)چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے نمودار ہو سکتی ہے اور سب(ستارے اور سیارے)اپنے(اپنے)مدار میں حرکت پذیر ہیں ۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ.

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب وروز کی گردش میں عقل والوں کے لئے(اللہ کی قدرت کی)نشانیاں ہیں ۔

ان آیات میں انسان کو اس بات پہ اُکسایا گیا ہے کل وہ نظمِ قدرت اور تغیّرِ اوقات پر غور کرتے ہوئے اپنے معمولاتِ زندگی میں وقت کو اسی طرح منظم کرے۔

قرآن مجید کہتا ہے:

وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا.

رات کو پردہ پوش کیااور دن کو روزگار کے لئے بنایا ۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَ النَّوْمَ سُبَاتًا وَ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا.

وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کیااور نیند کو آرام اور دن بنایا اٹھنے کے لئے ۔

قرآن کریم کی پُر حکمت وپُر مغز مذکورہ آیات کاانسان کی روزمرہ کی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ غور کیا جائے تو مؤثر ٹائم مینجمنٹ انہی آیات کے گرد گھومتی ہے۔ یہاں دو باتیں بڑی واضح ہیں کہ دن ذریعہ معاش (کاروبار و تجارت اور دیگر مشاغل و مصروفیات) اور رات آرام (نیند) کیلئے مختص ہے. یہی چیز عموماً طبّی و نفسیاتی ماہرین بیان کرتے ہیں کہ انسان کو رات کی نیند لینی چاہیے اور دن کو اپنی مصروفیاتِ زندگی کیلئے وقف کرنا چاہیے کیونکہ رات کی نیند انسانی صحت کو برقرار رکھنے اور معمولاتِ زندگی کی بہتری میں معاون ہوتی ہے جبکہ دن کو دیر تک سوئے رہنے سے انسان جہاں سستی و کاہلی اور صحت کی خرابی کا شکار ہوتا ہے وہیں انسان کے نظام اوقات میں بھی خلل واقع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں وہ کوئی کام بھی ڈھنگ سے انجام نہیں دے پاتا۔اس کے برعکس صبح جلدی بیدار ہونا زندگی اور کام اور صحت میں خیر و برکت کا باعث ہے اسی لئے آقا کریم ﷺ نے بھی ایک حدیث میں اپنی امت کے سحر خیز ہونے اور دن میں برکت کی دعا فرمائی ہے۔ 2014ء میں ایک امریکن ریسرچ جرنل 'Emotion' کے تحقیقی سروے کے مطابق صبح سویرے بیدار ہونے والے لوگ عموماًرات دیر تک جاگنے والوں (Night Owls) کی نسبت زیادہ پرُمسرت، صحت منداور جذباتی طور پر مستحکم محسوس کرتے ہیں۔مزید کامیاب اور دانا لوگوں کا آزمودہ مقولہ ہے کہ کامیابی سحر خیزی کی عادت اپنائے بغیر ہاتھ نہیں آتی بلکہ زندگی میں سحر خیز آدمی ہی کوئی عظیم کارنامہ انجام دے سکتا ہے۔ حکیم الاُمّت علامہ اقبال بھی یہی کہتے ہیں:

عطّارؔ ہو، رومیؔ ہو، رازیؔ ہو، غزالیؔ ہو   کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

"رات کو جلدی سونا اور صبح جلدی اٹھنا انسان کو صحت مند، دولت منداور عقل مند بناتا ہے۔"

موجودہ دور میں تنظیمِ وقت کی انتہائی موثر مہارتوں (Skills) اور تکنیک میں ایک چیز یہ بھی سکھائی جاتی ہے کہ "Start Early" یعنی اپنے دن کا آغاز جلد کریں جس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ ذہنی، جسمانی اور تخلیقی صلاحیتوں کے حامل لوگ ہمیشہ سحر خیزی (جلدی بیدار ہونا) کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ جب آپ صبح سویرے اٹھتے ہیں تو خود کو پُر سکون، توانا اور استعدادِ کار سے لبریز محسوس کرتے ہیں اور نظام اوقات کے مطابق اپنی سرگرمیاں بہترین طریقے سے سرانجام دے سکتے ہیں جبکہ رات کو دیر تک جاگنے اور دن کو تاخیر سے بیدار ہونے کی عادت جہاں انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کو مار دیتی ہے وہیں معمولاتِ زندگی، پیشہ ورانہ کارکردگی اور اوقاتِ کار کو بھی بری طرح متاثر کرتی ہے ۔

قرآن مجید نے ضیاعِ وقت سے بچنے کیلئے ایک بہترین فارمولا یہ بتایا ہے کہ ہر حال میں کسی نہ کسی طرح ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا جائے تاکہ زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو. ارشادِ ربّانی ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَ قُعُودًا وَ عَلَى جُنُوبِهِمْ.

جواللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ۔

ایک اور آیت ہے:

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ.

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا ۔

ان آیات میں ہر وقت ذکرِ الٰہی (یادِ حق تعالیٰ) میں مشغول رہنے کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ انسان نہ صرف اپنے اعضاء کو عبادت وذکرِ الٰہی میں مشغول رکھے بلکہ اپنا دل بھی اللہ کی یاد میں لگائے رکھے۔ صوفیائے کرام نے اس عمل (دل میں یادِ الٰہی) کو قلبی ذکر اللہ یا ذکرِ خفی کا نام دیا ہے اور اسے تصوف میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ اصلاحِ احوال اور طریقِ تصوف میں ہر لمحہ اور ہر سانس کا محاسبہ کیا جاتا ہے کہ کہیں وہ محبت وطاعتِ الٰہی سے غافل تو نہیں جا رہا۔

دسویں صدی کے معروف صوفی بزرگ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو نے اسم اللہ، ذات کا ذکر تجویز کیا ہے جس سے انسان اپنے دل کو یادِ الٰہی میں لگا کر روحانی وذہنی پاکیزگی کا حاصل کر سکتا ہے ۔

اوقاتِ نماز سے وقت شناسی وپابندی وقت کی تلقین:

اسلام فرائض وآداب میں خاص طور پر نماز پنج گانہ کے مقررہ اوقات مومنین کو وقت شناسی اور وقت کی صحیح تنظیم کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا.

بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے ۔

صاحبِ تفسیرِ نعیمی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''مَوْقُوتًا، وقت سے بنا ہے، بمعنی وقتوں پر تقسیم کی ہوئی کہ ہر نماز اپنے وقت سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی اور بعد وقت پڑھی جائے تو قضا ہوتی ہے یعنی یقیناً نماز پنج گانہ مسلمانوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے کہ ہر نماز اس کے مقررہ وقت پر پڑھی جائے۔''

قرآن مجید نے یہ بھی تذکرہ کیا ہے کہ انسان کیسے ضیاعِ وقت کے بعد پشیمانی وندامت اٹھاتا ہے۔ اس کیلئے قرآن مجید نے ایک مثال انسان کی دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ باقی (آخرت) کے سفر کی دی ہے کہ جب انسان کے پاس خدا کے حضور سوائے ندامت وپچھتاوے کے کچھ نہیں ہوتا اور انسان اعمالِ صالح (جو اس نے دنیا میں یادِ الٰہی سے غفلت وسستی کے کارن بالکل بھلا دیئے ہوتے ہیں) کی انجام دہی کیلئے مزید وقتِ مہلت (دوبارہ زندگی) طلب کرتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ.

ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا ۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا:

لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا.

شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں. ہر گز نہیں .

اس بے جا تمنا کا بھی قرآن مجید نے قطعی جواب دیا ہے تا کہ انسان کسی مغالطے میں نہ رہے:

وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ج وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.

ہر گز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے .

مذکورہ آیت سے سمجھ آتی ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جس میں انسان کو ہر لمحہ آخرت کا سامان کرنا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور غفلت میں اپنے اوقات نفسانی خواہشات اور محبتِ دنیا میں برباد کر بیٹھتا ہے تو پھر روزِ محشر اس کے اعمال میں یاس و حسرت اور شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ہوگا. اسی لئے صوفیاء کرام نے کہا ہے کہ غنیمتِ زندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا میں نفس و شیطان کی پیروی سے اجتناب اور اعمال صالحہ اختیار کریں اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ شیخ سعدی شیرازی ''گلستان'' میں فرماتے ہیں:

خیرے کُن اے فلاں و غنیمت شمار عمر　　　زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

اے فلاں! غور کرو اور زندگی کو غنیمت جانو، اس سے پہلے کہ اعلان ہو کہ فلاں شخص اب زندہ نہیں رہا .

اب تک کی تحریر سے بخوبی عیاں ہے کہ قرآن مجید میں صادر مذکورہ احکام میں وقت برباد کرنے والوں کیلئے عبرت ہے اور وقت کے قدردانوں کیلئے امید نجات۔ یعنی وقت کے قدر شناس کامیابی جبکہ وقت سے غفلت برتنے والے ناکامی کے سزاوار ہیں۔ مزید یہ احکام تنظیمِ وقت اور وقت شناسی کی عادت اپنانے کیلئے ایک عمدہ ترین نصاب کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی روشنی میں تنظیمِ اوقات کر کے انسان اپنی معاشی، سیاسی، سماجی، روحانی، کاروباری اور خاندانی زندگی، الغرض! ہر پہلو میں وقت جیسی عظیم دولت کے ضیاع سے نہ صرف بچ سکتا ہے بلکہ ایک منظّم انسان اور کامیاب و اچھے مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ کتابِ زندہ قرآنِ حکیم کو مان کر بھی آج ہمارے معاشرے میں وقت ایک بے قدر و بے وقعت چیز بن کر رہ گئی ہے اور عصرِ حاضر میں مسلم معاشرہ کی بحیثیتِ مجموعی پستی و محرومی کا ایک بڑا سبب وقت کا ضیاع اور غیر سنجیدہ استعمال بھی ہے۔ لوگوں کی کثیر تعداد ضیاعِ وقت کی آفت میں مبتلا ہے جنہیں پروائے نشیمن ہے نہ احساسِ زیاں۔ بربادی وقت میں عمر کا طویل حصہ گزر جانے کے بعد نہ تو کوئی خاطر خواہ کامیابی ان کے ہاتھ آتی ہے اور نہ ہی وہ ملک و قوم کیلئے کوئی قابل فخر کارنامہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ خاص طور پر ہماری نوجوان نسل جس کا جنم ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کی رواں صدی میں ہوا ہے وہ منزل و مقصودِ زندگی کا واضح تعین نہ ہونے کے سبب کسی تخلیقی یا تعمیری سرگرمی میں اپنا وقت صرف کرنے کی بجائے بے مقصد و بے کار کاموں میں وقت کی قیمتی دولت ایسے لٹا رہی ہے گویا یہ سب سے ادنی و حقیر شے ہو. یہی زعم نسلِ نو کا مستقل تاریک تر بنا رہا ہے جس سے نجات کیلئے نسلِ نو میں تعلیماتِ قرآن مجید و سنتِ رسول (ﷺ) کا عملی شعور اور بیداری لازم ہے۔

وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے　　　نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

تنظیم و تحریک، ارکان وکارکنان اور شخصیت پرستی

تنظیم کا تعلق سراسر عمل سے ہے اور تحریک کی حیثیت روح کی ہے، تحریک یعنی مشن اور نظریہ کی پرورش، مرکزی شخصیت اور بنیادی ارکان اس کے بنیاد کار ہیں بنیاد نہیں، نظریہ ساز ہیں نظریہ نہیں، مشن کے دوست اور خیر خواہ ہیں مشن نہیں لیکن بانی اور مرکزی شخصیت ہونے کی حیثیت سے دیگر ارکان وکارکنان کی شخصیت پرستی اور اندھی تقلید نے ہماری مذہبی جماعتوں اور تعلیمی فلاحی تحریک و تنظیم کو منجمد کر دیا ہے اور جماعتوں کے اکثر کارکنان کو جمود پسند بنا دیا ہے۔ تحریک، تحرک سے ہے اور متحرک کارکن کبھی جامد نہیں ہوتا، نہ اس کی سوچ جامد ہوتی ہے۔ یقیناً کارکن کسی بھی تحریک کا عظیم سرمایہ ہوتے ہیں، کارکن ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔ کارکن کو ہر ایک سے ملنا ہوتا ہے، ہر ایک کی سننی ہوتی ہے، ہر ایک تک اپنے مشن کا پیغام پہچانا ہوتا ہے۔ اس نعرہ کے مصداق کہ عوام پر ہر ایک کا حق ہے، عوام کے پاس جانے کا ہر ایک کو حق ہے اور کوئی عوامی ٹھیکدار نہیں۔ تو کارکن کو مختلف الخیال لوگوں سے روابط بڑھانے ہوتے ہیں، عوام و خواص سب تک اپنے مشن کا پیغام لے کر جانا ہوتا ہے۔ اس لئے کارکن کا ظرف اور ذھن کشادہ ہو ۔

خوب یاد رکھیں کہ اچھا سامع ہی اچھا کارکن بلکہ اچھا قائد ہوتا ہے۔ جو سامع نہیں بلکہ صرف واعظ ہو وہ قائد تو در کنار، ایک کارکن کہلانے کا حق دار بھی نہیں۔ خندہ پیشانی سے سب کی سنیں اور تلخ سے تلخ سوالوں کے جواب، تحمل و بردباری سے دیں۔ تنظیم و تحریک کے نصاب و نظام میں ٹولرنس اور قوت برداشت بڑی بنیادی اور قیمتی چیز ہے. دنیا میں جتنے انقلاب آئے، ان انقلاب کو لانے والے قائدین جو شیلے بھڑکیلے خطیب نہ تھے بلکہ تحمل اور بردباری کی مثال اور عزم و حوصلہ کے پہاڑ تھے۔ علم کی دنیا میں رہ کر مسائل کا حل تلاش کرنے والے تھے.

میں نے ایک دوست سے کہا کہ صرف خطیب انقلاب نہیں لا سکتا کیونکہ خطیب کی نفسیات ہوتی ہیں کہ بس "سُناؤ اور سناؤ" وہ سنتا نہیں سناتا ہے۔ اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ جب کرسی خطابت پر بیٹھتا ہے تو اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا ہے، بس یہیں سے خرابی پیدا ہو گئی۔ کارکن خطیب نہیں ہوتا بلکہ وہ مشن کا خادم ہوتا ہے، تنظیم کے تحریکی مشن کا نمائندہ اور مبلغ ہوتا ہے اور متحرک رہتا ہے، اس لئے کارکن سنتا بھی ہے اور سناتا بھی ہے مگر سننا پہلے ہے اور سنانا بعد میں ہے. البتہ اگر کارکن خطیب کے ساتھ مشن کا خادم بھی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔ یہی بنیادی خوبی ہوتی ہے ۔

اختلاف و مخالفت دو الگ چیزیں ہیں

دنیا اختلاف رنگ و بو کا نام ہے۔ رنگ و نسل میں اختلاف، قوم قبیلے میں اختلاف، مزاج و طبیعت میں اختلاف، افکار و نظریات میں اختلاف، زمین و آسمان کی بناوٹ میں اختلاف، پہاڑوں وادیوں صحراؤں پھلوں پھولوں، درختوں فصلوں، اجناس، جمادات، نباتات، حیوانات الغرض کائنات کی ہر تخلیق و بناوٹ میں اختلاف نظر آئے گا لیکن مخالفت نہیں کیوں کہ مخالفت دورنگی اور دورخی کا نام ہے اور کسی بھی مشن تحریک کے کارکنان میں اختلاف مشن اور نظریہ کی دورنگی نہیں بلکہ اقدام و عمل کے برتاؤ میں اختلاف ہے اور بس. اگر کھلی آنکھ سے اپنے ارد گرد مشاہدہ کریں تو ہر طرف اختلاف ہی اختلاف نظر آئے گا۔ شکل و صورت اور تہذیب و تمدن کے اختلافات ایک حقیقت ہیں۔ کیا ساری کائنات ایک طرح کی ہے؟ ہر گز نہیں۔ جب ہم کو رہنا ہی اختلافات کی دنیا میں ہے تو پھر کشادہ ذہنیت کے ساتھ ہر ایک تک اپنے مشن کا پیغام پہنچائیں اور دوسرے کو برداشت کرنے کی قوت اپنے اندر پیدا کریں۔

میرا ایک انتہائی پیارا دوست جب سوشل میڈیا پر اپنے مزاج کے مخالف تنقید دیکھتا ہے یا پڑھتا ہے تو کبھی کبھی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے تب میں اُسے کہتا ہوں کہ جب ہم کسی پر تنقید کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے اوپر تنقید کیلئے تیار رہنا چاہیے، عقل کل اور خامیوں سے مبرا کوئی نہیں بلکہ تنقید سے اصلاح احوال جاری رہتی

ہے۔اگراپنے اوپرچیک اینڈ بیلنس رکھنے والا کوئی نہ ہوبلکہ ہر طرف مداحوں کی بھیڑ ہوتو بندہ فرعون بن جاتاہے۔ نظریہ اور مشن سے بھٹک جاتاہے پھراس کااپنا ہی نفس وشخصیت اس کے اپنے ہی نظریہ ومشن پر حاوی ہوجاتے ہیں ہاں تنقید ادب کے دائرے میں ہو۔

بدقسمتی سے آج کل دینی ومذہبی جماعتوں کے کارکنان، کارکن کم اور مناظر زیادہ ہیں، ورک کم کرتے ہیں اور مناظرہ زیادہ کرتے ہیں۔جیسے ہر ایک نے یہ ذہن بنایار کھاہے کہ اس کا پیر، قائد،استاذ،امیر معصوم عن الخطاء ہیں۔

اپنی وضع قطع، چال ڈھال، طور طریقے یہاں تک کہ بولنے کاانداز بھی اپنے تنظیمی رہنماکے انداز کے تابع کرر کھاہے۔مشن اور نظریہ او جھل رہ گیاہے. مذھبی دینی جماعتوں کے اکثر کارکنان تواتنے شخصیت پرست ہیں کہ جو کتابیں اُن کے قائدین نے لکھ دی ہیں بس اُن کے نزدیک وہی حرف آخر ہیں۔ایسے شخصیت پرست اور جمود پسند کارکنان کے سامنے چند مثالیں،اکابرامت کے حوالے سے پیش کرتاہوں۔

1. امام اعظم ابوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور علامہ شامی نے لکھاہے کہ اگر کوئی حدیث صحیح امام کے قول کے خلاف ہو تو حدیث صحیح پر عمل کیاجائے گا.(ردالختار جلد ا ص ۶۳)
2. علامہ مزنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کی کتاب الرسالہ اُن کے سامنے اسی (۸۰) مرتبہ پڑھی اور ہر مرتبہ امام شافعی اس میں کسی خطاپر مطلع ہوئے، بالاخرامام شافعی نے فرمایا: اب چھوڑدو،اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار فرماتاہے کہ اس کی کتاب کے سواکوئی کتاب صحیح ہو۔(ردالمحتار جلد 2صفحہ ۲۶)

علامہ عبدالعزیز بخاری نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھاہے کہ بویطی نے امام شافعی سے روایت کیاہے کہ امام شافعی نے کہاہے کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف کیاہے، میں نے اس میں صحت وثواب کو ترک نہیں کیالیکن اس میں ضرور کوئی نہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہوگی،اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے "اگر قرآن اللہ کے غیر کی جانب سے ہوتاتولوگ اس میں ضرور بہت سے اختلاف پاتے "(النساء: ۸۲) لہذا تمھیں اس کتاب میں جو بات کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ملے اس کو چھوڑدوکیونکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے والاہوں۔

3. علامہ شامی علیہ الرحمہ نے لکھاہے کہ فرعون کاکفراجماعی ہے لیکن محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کااس میں اختلاف ہے،علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے زواجر میں لکھاہے کہ ہرچند کہ ہمیں ان کی جلالت علم کااعتراف ہے اس کے باوجودان کا یہ قول مردودہے کیونکہ عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کیلئے ہے.(ردالمحتار جلد ۳ص ۴۰۰)
4. علامہ علاءالدین حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب (قرآن مجید) کے سواہر کتاب کی عصمت کاانکار فرماتاہے. علامہ شامی اِس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز قرآن مجید کے سواکسی کتاب کے لئے عصمت کو مقرر نہیں کیایعنی کسی دوسری کتاب کی عصمت پر راضی نہیں۔یہ صرف اسی کی کتاب کی شان ہے جس کے حق میں فرمایا : اس کتاب میں باطل سامنے سے آسکتاہے نہ پیچھے سے۔(حم السجدہ آیۃ ۴۲)

لہذاقرآن مجید کے علاوہ دوسری کتابوں میں خطائیں اور لغزشیں واقع ہوتی ہیں،کیونکہ وہ انسان کی تصنیفات ہیں اور خطاء ولغزش انسان کی سرشت میں ہے۔ یقیناًیقیناًحرف آخراور عصمت کے لائق فقط قرآن میں ہے اور قرآن کی عملی تفسیر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مقصدِ گفتگو

چونکہ میں بذات خود دین اسلام اور سواد اعظم اہل سنت کا کارکن ہوں، سواد اعظم اہل سنت کی ہر تنظیم و تحریک ہماری تنظیم و تحریک ہے، اس لئے میں نے یہ پیغام سبھی کارکنان کے نام کیا ہے تاکہ تحریک کا کارکن کشادہ ذہنیت اور اعلیٰ ظرف کے ساتھ اپنے پاکیزہ مشن کے پیغام کو ہر خاص و عام تک پہنچائے۔ تلخ سے تلخ سوالوں کے جواب خندہ پیشانی سے دے۔ اپنے حسن کردار اور حسن گفتار سے غیر متحرک فرد کو متحرک کرے، یوں تحریک معاشرہ میں پھیلے گی اور کارکنان کی عملی سرگرمیوں کی بدولت اپنا مقام بنائے گی۔

یاد رہے کہ انسان معاشرتی حیوان ہے، اُسے معاشرہ میں رہنا ہے اور معاشرہ میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، کارکنان کی روش یہ ہونا چاہیے کہ ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ معاشرہ میں ہر ایک کی اپنی الگ جگہ ہے۔ ہر ایک کا اپنا مقام ہے. تاجدار کائنات نبی آخرالزمان صلی الہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت میں رہنے والے لوگوں کو جن کو قرآن نے بھی "ان پڑھ" کہا، ان سب کو اپنے حسن کردار اور اخلاق عالیہ سے زمانے کا امام بنا دیا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو زمانہ جاہلیت میں سردار تھا وہ اسلام میں بھی سردار ہے، یہ انسانی فطرت اور نفسیاتی نظام کے کے مطابق انسان کی عزت نفس کی پاس داری ہے۔ اسی پاس داری نے ایک جاہل اجڈ قوم کو عالم بنا کر اپنا غلام بنالیا پھر دین کا مشن ان کی فطرت کا حصہ بنا دیا. اسی لئے دین اسلام نے عزت نفس کا بہت خیال رکھا ہے۔ کسی بھی تنظیم و تحریک کی کامیابی کے شرط ہے کہ کارکن کسی کی عزت نفس کو مجروح نہ کریں اور کسی کے جھوٹے خدا کو بھی گالی نہ دیں کہیں ایسا نہ کہ جواب میں وہ آپ کے سچے خدا کو گالی نہ دے ڈالیں۔ تصوف کا ایک معروف قاعدہ ہے "سالک کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ وادی سلوک میں قدم رکھے تو جب کسی بھی دوسرے شیخ کے پاس جائے چاہے وہ شیخ اس کے مشرب کا ہو یا نہ ہو تو وہ اس کی تعظیم و توقیر ایسے بجالائے جیسے وہ اپنے شیخ کی مجلس میں حاضر ہے۔ تب جا کر وہ سالک فیض حاصل کر سکے گا. خدانخواستہ اگر وہ بے ادب ہو گیا تو بے ادبی کی لعنت ایسی ہے کہ وہ فیض سے محروم رہے گا نہ ادھر سے فیض حاصل کر سکے گا نہ ہی اپنے شیخ سے فیض حاصل کر سکے گا۔

پیغامِ عمل

باادب بانصیب بے ادب بے نصب

آج کل جو کسی سازش یا نادانی کے تحت مذھبی جماعتوں کے کارکنان میں گالی کلچر فروغ پارہا ہے، بدگمانی الزام تراشی کی روش چل پڑی ہے اور بہتان و بدنام کرنے کی وباعام ہونے لگی ہے، یہ ہر طرح کی مذہبی جماعتوں کے استحکام کیلئے زہر قاتل ہے۔ گویا ہم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں_ یاد رکھیں! ہم مسلمان ہیں اور ہم نے کلمہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھ رکھا ہے۔ اگر ہمارا کوئی امام ہے تو وہ بھی غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے اور یہی بات پیش نظر رہنی چاہئے بس۔

قارئین کرام! میں نے صرف مذہبی و دینی جماعتوں کی بات کی ہے، سیاسی جماعتوں کی نہیں کیونکہ سیاسی جماعتوں کے وابستگان لوگوں کے ہاں قابل حجت نہیں جبکہ دینی قیادات اور مذہبی جماعت کے کارکنان عوام کیلئے حجت ہوتے ہیں۔ کارکن کو شخصیت پرست کم اور نظریہ پرست زیادہ ہونا چاہیے، مشن سامنے ہونا چاہئے، کارکن کا مطمع نظر اور مقصد حیات نظریہ حق کا فروغ ہونا چاہئے، کارکن اپنے نظریہ کے لئے جی ئے اور نظریہ کے لئے مرے، اسے نظریہ پرست کہہ لیں یا نظریاتی ورکر کہہ لیں۔ یہی بنیاد ہے تحریک و تنظیم کی۔